SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7633, P(ISSN) 2709-7641
Vol:3, ISSUE:1 (2024) PAGE NO: 76-84
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Abdus Samad, Irfanullah Khan, & Mudassar Hussain. (2024). Students' Practices and Perceptions Regarding Discipline Selection Based on Personal Interest and its Impact on Academic Achievment in Higher Education. *Shnakhat*, 3(1), 44-63. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/229

" Particular Points and Wisdom in Surah Abasa: A Special Study of Surah Abasa in Tafseer e Azizi

سورۂ عبس میں خاص فوائد وحِکم: تفسیر عزیزی میں سورۂ عبس کا خصوصی مطالعہ "

Muhammad Umer Fazal Ilahi Khan

PhD Scholar Department of Islamiyat, Qurtuba University of Science and Information Technology D.I Khan
HOD Department of Islamiyat, Qurtaba University of Science and Information Technology D.I Khan

Abstract
Surah Abasa mentions the rebuke and displeasure of Allah that befell the Jalil-ul-Qadr Prophet Muhammad (peace be upon him).Instead of mentioning this reproach secretly, Allah revealed it in the form of the Qur'an. The wisdom in this is that Allah Ta'ala had taught many manners and moral traditions through this incident, therefore he made it a part of the Qur'an so that people would always be blessed by these instructions. The summary of some of these instructions and teachings is that there were times when the Prophets (peace be upon them) committed an ijtihadi error, which Allah would have informed them immediately, and would not have allowed them to persist in this error. Second, it provides guidance as to when the general benefit is mentioned first and on what occasion the special benefit should be mentioned first. One of the wisdoms of this event is that the person who deserves respect must be respected. Similarly, in this incident of resentment, it has been taught that friendship and love are sustained by showing resentment towards each other. It has also been suggested that a person with high demand deserves more attention than a person with low demand. The wisdom is also taught that the pursuit of knowledge should not be abandoned because of obstacles in the way of knowledge. Rather, the student should continue the process of continuous knowledge acquisition. Apart from this, there are many advices and instructions in mentioning this rebuke. These instructions and teachings are discussed in detail in this research article. They can be viewed below.
Keywords: Wisdom, Instructions, Teachings, Rebuke, Guidance, error.

سورۂ عبس کا تعارف: ۔اس سورۃ کا نام " عبس " جو اس سورت کا پہلا کلمہ ہے " عبس عبساً وعبوساً " کے معنی ہیں ترش رو ہونا، منھ بگاڑنا۔ [i] یعنی ناگواری کا اظہار کرنا، سورۂ عبس قرآن پاک کے ۸۰ ویں سورۃ جو تیسویں پاریں میں ہے یہ ۴۲ آیات ۱۳ [ii] ۰ کلمات اور ۵۳۵ حروف [iii] پر مشتمل ہیں یہ مکی سورۃ ہے [iv]۔اس سورۃ کا نام " عبس " رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اس واقعے کی یاد ہے جب وہ ذات پاک اپنے عظیم القدر نبی سے اس بناپر خفا ہوئی کہ انہوں نے اپنے ادنی سے ادنی شاگرد سے منہ پھیرا اور امیروں

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7633, P(ISSN) 2709-7641
Vol:3, ISSUE:1 (2024) PAGE NO: 76-84
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Abdus Samad, Irfanullah Khan, & Mudassar Hussain. (2024). Students' Practices and Perceptions Regarding Discipline Selection Based on Personal Interest and its Impact on Academic Achievment in Higher Education. *Shnakhat*, 3(1), 44-63. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/229

کی طرف متوجہ ہوئے ان کی اس ادا کو ہی اس سورت کا نام رکھ دیا تاکہ مدتوں تک اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت و مہربانی شاگردوں اور طالب علموں پر ہر مسلمان بالخصوص مرشدوں اور معلموں کے پیشِ نظر رہے، تاکہ اس سورت کا نام سنتے ہی وہ قصہ یاد آجائے اور اس سے عبرت پکڑیں۔[v]

اس سورۃ کا سبب نزول کچھ یوں ہے کہ ایک دن حضور ﷺ مسجد حرام میں تشریف فرماتے، آپ کے قریب قریش کے سردار اور رئیس جیسے شیبہ کے بیٹے عتبہ[vi] اور ربیعہ،[vii] ابو جہل بن ہشام،[viii] حضرت عباس بن عبد المطلب[ix] اور دوسرے عمائدین بیٹھے تھے اور آنحضرت ﷺ ان کو دین اسلام کی خوبی اور بت پرستی کی بُرائی سمجھا رہے تھے، کمال توجہ اور اہتمام کے ساتھ ان سے خطاب اور ہم کلامی میں مصروف تھے اسی اثناء میں ایک نابینا جو کہ عبد اللہ بن شریح بن مالک بن ربیعہ زہری تھے اور انہیں ابن اُم متکوم[x] بھی کہتے تھے، اس بناء پر کہ مکتوم اندھے کو کہتے ہیں، ان کی ماں کو اُم مکتوم کا لقب دیا گیا تھا، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ اس وقت ان کے آنے سے ناخوش ہوئے اور معلوم کیا کہ یہ نابینا آدمی ہے، مجلس کا رنگ معلوم نہیں کرے گا، بے وقت اور بے موقع باتیں کرے گا اور اس طرح قطع کلامی ہو گی اور ہماری باتیں جو کہ ان سرداروں سے ہو رہی ہے اور انہیں اسلام کی دعوت دی جا رہی ہے، نا مکمل رہ جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ نابینا محفل کے پس و پیش کو دیکھے بغیر آنحضرت ﷺ کے قریب آکر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ مجھے قرآن پاک کی فلاں فلاں سورۃ سکھا دیجیئے اور میرے حال پر توجہ فرمائیں کہ میں کسی کا ہاتھ پکڑنے والے کے بغیر پوچھ پوچھ کر آپ کی مجلس تک پہنچا ہوں۔

حضور ﷺ نے ان سرداروں کی خاطر داری کی وجہ سے قدرے سکوت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ٹھہرو، وہ نابینا صحابی ایک دو گھڑی روک کر اپنے مطلب کی پھر تکرار کرنے لگے اور وہ جلدی کر رہے تھے، ان ناموافق حرکات کی سبب سے جو کہ ان سرداروں کے نفرت کرنے اور تنگ دل ہونے کا موجب تھیں، چہرۂ مبارک پر کراہت کے آثار ظاہر ہوئے۔ آپ اس کی طرف سے توجہ پھیر کر ان سرداروں کی جانب متوجہ ہوئے، اسی دوران یہ سورۃ نازل ہوئی اور اس معاملہ پر عتاب نازل ہوا۔ مروی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ جبرئیل علیہ السلام کی زبان سے یہ آیات سُن رہے تھے، چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو رہا تھا اور کافی خوف محسوس فرما رہے تھے۔ یہاں تک کہ " كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ" کے الفاظ جبرئیل علیہ السلام کی زبان سے سنے، خوش ہوئے اور چہرۂ مبارک کا رنگ بحال ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ نصیحت کی بناء پر یہ سب کچھ ایک عتاب سے زیادہ نہیں اور یہ لطف و مہربانی کے آثار سے ہے نہ کہ قہر اور ناراضگی سے اس کے بعد نبی کریم ﷺ ان نابینا صحابی کے گھر جو کہ مایوس ہو کر جا چکے تھے، تشریف لے گئے اور معذرت فرمائی اور انہیں پھر اپنے دولت خانہ پر لائے اور ان کے لئے چادر مبارک بچھائی اور انہیں اس پر بٹھایا اور جب بھی وہ آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے، آپ ان کی تعظیم اور اکرام فرماتے اور ارشاد فرماتے " مرحبابمن عاتبنی فیه ربی " میں اسے خوش آمدید کہتا ہوں جس کے بارے میں رب کریم نے مجھے عتاب فرمایا۔ اور جہاں بھی اس نابینا صحابی کو دیکھتے، فرماتے کہ اگر تمہیں کوئی ضرورت یا کام ہو تو کہو اور دو سفروں کے موقع پر آپ اسے اپنی جگہ مدینہ میں امام نماز کے طور پر چھوڑ کر تشریف لے گئے۔[xi]

خاص فوائد و حکمتیں

شاہ عبد العزیزؒ سورۂ عبس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ " در اینجا سؤالی و آن آنست کہ: در اول این سورہ عتاب حضور خداوندی بر این قسم پیغمبر عظیم القدر مذکور است پس در نازل کردن این قصہ در قرآن مجید چہ حکمت است در ظاہر عقل مناسب چنان می نماید کہ این عتاب و خطاب را خفیہ طور بر زبان جبرئیلؑ ارشاد کردند تا پیغمبر را خبر دار می ساخت حال آن کہ در قرآن مجید نازل شد و علی مر الدھور والا عصار بر زبان قاریان و تالیان مذکور می شود و بار بار آن قصہ بہ یاد مردم می آید[xii] "

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سورۃ کی شروع میں دربار خداوندی سے اسے پیغمبرِ عظیم القدر پر عتاب مذکور ہے تو اس واقعہ کو قرآن مجید میں نازل کرنے کی کیا حکمت ہے، بظاہر عقل میں یوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس عتاب و خطاب کو زبان جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے خفیہ طور پر ارشاد فرمایا جاتا جو کہ رسولِ کریم ﷺ سے کہہ دیتے حالانکہ یہ قرآن پاک میں نازل ہوا اور صدیوں سے قاریوں اور تلاوت کرنے والوں کی زبان پر اس کا ذکر ہو رہا ہے اور یہ واقعہ بار بار لوگوں کی یاد میں آتا ہے۔

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7633, P(ISSN) 2709-7641
Vol:3, ISSUE:1 (2024) PAGE NO: 76-84
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Abdus Samad, Irfanullah Khan, & Mudassar Hussain. (2024). Students' Practices and Perceptions Regarding Discipline Selection Based on Personal Interest and its Impact on Academic Achievment in Higher Education. *Shnakhat*, 3(1), 44-63. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/229

"جوابش آن کہ: این قصہ واین عتاب متضمن فواید کثیرہ از آداب تعلیم وارشاد قوانین وحسن اخلاق بود وخواستند کہ این قصہ را بہ جمیع فوایدھا جزقرآن مجید گردانند تا مردم از آن فواید دم بہ دم بھرہ بردارند ومحروم نمانند[xiii]"

اس کا جواب آپؒ کے نزدیک یہ ہے کہ یہ واقعہ اور یہ عتاب بے شمار فوائد پر مشتمل ہے جیسے آداب تعلیم، بیان قوانین اور حسن اخلاق تو چاہا کہ اس واقعہ کو اس کے تمام فوائد سمیت قرآن پاک کا جزو بنادیا جائے تاکہ لوگ ہر لحہ اس سے بہرہ ور ہوں اور محروم نہ رہیں۔

اس واقعہ کے فوائد میں سے چند ایک کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں اور باقی سننے والے کی روشن فراست اور صحیح سمجھ کے حوالے کرتے ہیں۔

شاعبدالعزیزؒ نے جو پہلا فائدہ بیان فرمایا ہے اس میں انبیاء کی خطاء اجتہادی کا ذکر ہے وہ کچھ یوں ہے: "پیغمبران نیز گاہی اجتہاد می کنند وبہ قوت عقل خود از قواعد شرع حکمی رامی فھمند وآن حکم خطامی شود واز حضور خداوندی پیغمبران را بر آن خطاز ود تنبیہ می کنند چنانچہ دراین قصہ آن حضرتؐ چنین فھمیدند کہ نفع عام رامقدم بر نفع خاص باید داشت ودعوت اسلام رابر تعلیم قرآن مرجح باید ساخت ومردم رُم کردہ این راہ رارام باید کرد وآن کہ خود بخود طالب وشوقین است فی الفور بہ حال او چندان التفات نباید کرد کہ داعیہ او آخر او رابہ جای خواھید رسانید ودراین فھم ھمین خطاافتاد کہ نفع عم دراین صورت موھوم بود ونفع خاص معلوم[xiv]"

پہلا فائدہ: یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی کبھی اجتہاد کرتے ہیں اور اپنی قوتِ عقلی کے ساتھ قواعد شریعت سے کوئی حکم نکالتے ہیں اور اس حکم میں انہیں عنایتِ خداوندی سے منشاقدرت کی جانب رہنمائی کی جاتی ہے جیسا کہ اس واقعہ میں حضور ﷺ نے اس طرح سمجھا کہ نفع عام کو نفع خاص پر مقدم رکھنا چاہیے اور دعوتِ اسلام کو تعلیم قرآن پاک پر ترجیح دی جانی چاہیے اور اس راستے سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو مائل کرنا چاہیے اور یہ کہ جو خود بخود طالب اور شوقین ہے اس کے حال پر فی الفورا تنی توجہ کی ضرورت نہیں کہ اس کی طلب آخر اسے منزل سے آشنا کردے گی اور یہاں اس طرح رہنمائی فرمائی گئی کہ اس صورت میں نفع کا گمان تھا جبکہ نفع خاص معلوم تھا۔

دوسرا فائدہ: اس فائدے میں شاہ صاحبؒ نفع عام کی نفع خاص پر تقدیم سے متعلق فرماتے ہیں:

"نفع عام بر نفع خاص وقتی مقدم است کہ ھر دو معلوم باشند یا ھر دو موھوم، موھوم رابر معلوم ترجیح دادن "

یہاں سے معلوم ہوا کہ **نفع عام اس وقت نفع خاص پر مقدم ہے جب دونوں معلوم ہوں یا دونوں موہوم۔ موہوم کو معلوم پر ترجیح** دینا صحیح نہیں ہے۔[xv]

تیسرا فائدہ: تعلیم پر دعوت کے مقدم ہونے کے بارے تفسیر عزیزی میں یہ بیان ہے:

"ودعوت اسلام رابر تعلیم قرآن نیز وقتی مرجح باید داشت کہ ظن قبول دعوت متحقق شود وچون ظن قبول نباشد الزام حجت بہ یک بار ھم می تواند شد حاجت الحاح واصرار وتشاغل از مھمات دیگر نیست۔ وھمچنین رام کردن رُم کردگان وقتی مھم است کہ توقع رام شدن آن ھا باشد ودر صورت بی توقعی آھن سرد کوفتن است[xvi]"

دعوت اسلام کو بھی تعلیم قرآن پر اس وقت ترجیح دی جائے۔ جب **دعوت کی قبولیت متحقق ہو اور جب قبولیت کا گمان نہ ہو تو حجت ایک مرتبہ ہی قائم کرنا کافی ہے۔ مبالغہ، اصرار اور دوسرے ضروری امور سے مشغول ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور اسی طرح بھٹکے ہواؤں کو رام کرنا اس وقت ضروری ہے کہ ان کے رام ہونے کی توقع ہو اور توقع نہ ہونے کی صورت میں کوئی ضرورت نہیں۔**

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ بوقت اشتباہ غرض صالح کا چھوڑنا لازمی ہے چنانچہ آپؒ عرض کرتا ہے

"ومعھذا چون غرض صالح بہ ظاھر با غرض فاسد مشتبہ شود آن غرض صالح رانیز بہ حکم شرع ترک باید کرد ودراین جا استمالت قلوب اغنیاء واعراض از حال ضعیفان ، بینوایان، گدایان ونابینایان محل تھمت ریا و پاس بہ خاطر دنیادر آن می شد دراین وقت آن غرض صالح رانیز از نظر بایستی انداخت کہ ": اتقوا مواضع التھمة "برھیزید از جای تھمت[xvii]"

اور اس کے سوا جب اچھا مقصد بظاہر مقصد فاسد کے ساتھ مشتبہ ہو جائے تو وہ اچھا مقصد بھی حکم شرعی کے ساتھ چھوڑ دینا چاہیے۔

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7633, P(ISSN) 2709-7641

Vol:3, ISSUE:1 (2024) PAGE NO: 76-84

Publishers: Nobel Institute for New Generation

http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Abdus Samad, Irfanullah Khan, & Mudassar Hussain. (2024). Students' Practices and Perceptions Regarding Discipline Selection Based on Personal Interest and its Impact on Academic Achievment in Higher Education. *Shnakhat*, 3(1), 44-63. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/229

یہاں اغنیاء کے دلوں کو مائل کرنا اور کمزوروں، بے نواؤں اور نابینا گداؤں سے بے توجہی ریا اور دنیاداروں کی پاس خاطر کی تہمت کا مقام ہوتا۔ اس وقت اچھے مقصد کو بھی نظر انداز کر دینا چاہیے۔ " اتقوا مواضع التهمة [xviii]" **یعنی تہمت کے مقام سے بچو۔**

پانچواں فائدہ : اس میں ہے کہ " گاہی ہر چیزیں کہ معصیت بودنش ھنوز معلوم نباشد اما نظر بہ حال مرتکب آن و قوت استعداد و علوم منصب او گونا معلوم باشد نیز عتاب و شکایت متوجہ می تواند شد چنانچہ آنحضرت ﷺ را منھی بودن این فعل معلوم نبود و بر آن معاتب شدند [xix]"

کہ یہ بھی معلوم ہوا کہ بسا اوقات کوئی کام جس کا مرضی حق کے خلاف ہونے کا علم پہلے سے نہیں ہوتا لیکن کرنے والا انتہائی بلند مرتبہ و منصب، عظیم قوت استعداد رکھنے والا ہوتا ہے، اس وجہ سے اس پر شکایت ہو سکتا ہے اگرچہ پہلے سے اس کا گناہ ہونا معلوم نہ ہو، چنانچہ آنحضرت ﷺ کو اس کام کے مرضی حق کے خلاف ہونے کا پہلے سے علم نہیں تھا اس کے باوجود آپ ﷺ پر خفگی ہوئی۔

چھٹا فائدہ اس فائدے میں شاہ صاحب نے تعظیم واحترام کے لائق شخص کی تعظیم واحترام ضروری قرار دیا ہے، چنانچہ وہ فرماتا ہے کہ

"آنکہ واجب التعظیم را رعایت تعظیم ضرور است گو او مطلع بر آن تعظیم نشود زیرا کہ آن نابینا محبت، نابینائی از کیفیت چہرہ آن حضرت ﷺ کہ عبوس است یا خندان و بہ سوی من متوجہ اند یا رو گردان اطلاع نداشت تا متاذی شود لیکن چون مرد با ایمان و طالب راہ خدا بود تعظیم او ضرور افتاد و بر ترک تعظیم ملامت شد و لھذا در حدیث شریف وارد است کہ " ترک السلام علی الضریر خيانة " سلام علیک ترک کردن با کور خیانت حق اسلام است۔ زیرا کہ اگر او بہ ترک سلام علیک رنجیدہ نشد حق اسلام و خود تلف شد"

یہ ہے کہ جو واجب التعظیم ہو اس کی تعظیم ضروری ہے چاہے وہ اس وقت تعظیم سے بے خبر ہو، وہ صحابی نابینا ہونے کی سبب سے آنحضرت ﷺ کے چہرۂ انور کی کیفیت سے بے خبر تھے کہ آپؐ اس وقت ترشی میں ہیں یا بشاشت میں، میری طرف متوجہ ہیں یا غیر متوجہ، مطلع نہیں تھے کہ انہیں تکلیف ہوتی مگر چونکہ وہ صحابی ایمان اور اللہ کی راہ کے طالب تھے اس لئے ان کی تعظیم ضروری تھی اس کے ترک پر خفگی ہوئی، اسی وجہ سے حدیث شریف میں ہے کہ " ترک السلام علی الضریر خيانة [xx]" **یعنی نابینے کو سلام نہ کہنا حق اسلام کی خیانت ہے اس لیے کہ اگر وہ سلام نہ کہنے کی سبب سے رنجیدہ نہیں ہوا، خود اسلام کا حق تلف ہوا۔**

ساتواں فائدہ کفار کی جانب میلان کے حکم سے متعلق بیان کرتے ہیں

" آنکہ میل بسوی کفارا اگرچہ بہ اعتبار غرض نیک شرعی رخصت است اما خالی از مضرت نیست"

یہ ہے کہ کفار کی طرف مائل ہونے کی اگرچہ اچھے مقصد کے اعتبار سے شرعی طور پر رخصت ہے لیکن نقصان سے خالی نہیں۔

آٹھواں فائدہ: اس میں مسلمان سے بے توجہی کے بارے میں ہے کہ "اھانت و اعراض از مسلمان اگرچہ بی قصد واقع شود، شامتی دارد "

مسلمان سے منہ پھیرنا، یا کسی درجے میں اس کی اہانت کرنا چاہے بلا قصد وارادہ ہی ہو قباحت سے خالی نہیں۔

نواں فائدہ : دوست پر خفگی کے اظہار کے بارے میں تفسیر عزیزی میں ہے کہ

"عتاب دوستان و تنبیہ ایشان بر تقصیرات البتہ باید کرد کہ نان بقای دوستی است" ويبقى الود مابقى العتاب "تا عتاب و شکایت باقی است دوستی ھم باقی است۔ ترک عتاب وقتی می کنند کہ قطع دوستی منظور می دارند [xxi]"

دوستوں پر عتاب اور ان کی کوتاہیوں پر تنبیہہ ضرور کرنا چاہیے کہ دوستی کے باقی رہنے کی علامت ہے۔ " ويبقى الود مابقى العتاب " **یعنی جب تک عتاب و شکایت باقی ہے، دوستی بھی باقی ہے عتاب اس وقت ترک کیا جاتا ہے جب دوستی ختم کرنا مقصود ہو۔**

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7633, P(ISSN) 2709-7641
Vol:3, ISSUE:1 (2024) PAGE NO: 76-84
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Abdus Samad, Irfanullah Khan, & Mudassar Hussain. (2024). Students' Practices and Perceptions Regarding Discipline Selection Based on Personal Interest and its Impact on Academic Achievment in Higher Education. *Shnakhat*, 3(1), 44-63. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/229

دسواں فائدہ: حاکم کا اپنے آدمی سے محاسبہ کرنے سے متعلق شاہ صاحب گویا ہے کہ

"اگر کسی را بر عهدۂ مقرر فرمایند هر چند او مقرب حضرت و عالی مرتبت باشد هر گز از بازپرس احوال و تفقد اعمال او غافل نباید شد که این تفقد، شرط پادشاهی ولازم ملک داری است۔ مطلق العنان ساختن عهده داران و کارپردازان را رخنه در مملکت می اندازد"

اگر کسی کو کسی عہدہ پر مقرر کریں اگرچہ مقرب دربار اور عالی مقام ہو،اس کے احوال کی بازپرس اور اعمال کے تجسس سے غفلت نہ کی جائے کہ یہ خبر گیری بادشاہی کی شرط اور جہانبانی کے لیے لازم ہے۔عہدہ داروں اور کارکنوں کو مطلق العنان کرنے سے مملکت کے کام میں رخنہ پڑتا ہے۔

گیارھواں فائدہ : اس فائدے میں یہ ہے کہ کسی کو حقیر نہ جاننا چاہیے چنانچہ فرماتے ہیں کہ "ہیچ کس را اگرچہ بہ ظاھر حقیر نماید حقیر نباید دانست چہ معلوم است کہ او را نزد خدا چہ رتبہ است"

بیت **خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد**[xxii]

کوئی فقیر بھی ہو اسے حقیر نہ سمجھا جائے، کیا پتہ اس کا اللہ تعالیٰ کے حضور کیا مرتبہ ہے۔

وہ نابینا ظاہر میں حقیر معلوم ہوتا تھا لیکن اس کی وجہ سے کائنات کے سردار پر عتاب ہوا۔

بارھواں فائدہ: آپؒ فرماتے ہیں کہ رکاوٹوں کی سبب سے علم کی طلب کو نہ چھوڑے

"طالب علم را اگرچہ موانع در پیش آیند از طلب طلب علم تقاعد نباید کرد زیرا کہ آن نابینا هم فقیر بود و هم دست کش نداشت و برای طلب علم پیش آن حضرت ﷺ می آمد و اگر در طلب علم و راہ جوئی خدا بہ موانع بهانہ کنند هر گز این کار میسر نشود زیرا کہ بر اندازہ حال خود هیچ کس از موانع خالی نمی باشد "

طالبِ علم کو رکاوٹوں کے باوجود طلب علم سے باز نہیں رہنا چاہیے۔اس لیے کہ وہ نابینا، فقیر بھی تھا اس کا ہاتھ پکڑنے والا بھی کوئی نہ تھا پھر بھی طلبِ علم کی خاطر دربار سید عالم ﷺ میں آتا تھا اور اگر لوگ علم کی طلب اور خدا تعالیٰ کی راہ کی تلاش میں رکاوٹوں کا بہانہ کریں تو یہ کام ہر گز میسر نہ ہو گا۔اس لیے کہ اپنی آمدنی کے اندازے پر کوئی شخص بھی رکاوٹوں سے خالی نہیں ہوتا۔

تیرھواں فائدہ : اس فائدہ میں یہ ہے کہ استاد و مرشد شفقت کو لازم پکڑیں

"استاد و مرشد را باید کہ بر طالب علم و طالب راہ حق هر چون کہ باشد شفقت و توجہ نماید و بہ فایدۂ کہ او می خواهد برساند" استاد اور مرشد کو چاہیے کہ طالب علم اور راہِ حق کے طالب پر جیسا بھی ہو، شفقت اور توجہ فرمائے اور جو چاہتا ہے، اسے فائدہ پہنچائے۔یعنی اس کو مطلوب تک پہنچنے میں پوری مدد کرے۔

چودھواں فائدہ : اس میں آپؒ کا ارشاد ہے کہ مرتبوں کے فرق میں مال وجاہ کا لحاظ نہیں کرنا چاہیے

"معلم و مرشد را باید کہ در میان طالبان و مسترشدان بہ شرف دنیا و مال و جاہ فرق نکند بلکہ بہ کثرت شوق و حرص و قوت استعداد او امتیاز دهد"

یہ بھی معلوم ہوا کہ معلم اور مرشد کو چاہیے کہ طالب علموں اور رشد و ہدایت حاصل کرنے کے واسطے آنے والوں میں دنیوی بڑائی، مال اور مرتبہ کا فرق نہ کرے بلکہ شوق اور حرص کی کثرت اور قوتِ استعداد کی بناء پر امتیاز عطا کرے۔

پندرھواں فائدہ چھوٹوں سے رنج کا تدارک کے بارے میں رقم طراز ہے کہ " اگر ضعیفی را از بزرگی بہ سببی از اسباب رنجشی برسد آن بزرگ را باید کہ در حال تدارک کش نماید و این منافی مرتبہ آن بزرگ نیست بلکہ موجب زیادت علوّ مرتبہ او ست، زیرا کہ آن حضرت ﷺ بہ مجرد نزول این آیات از عقب آن نابینا خود دویدہ رفتند و از آن عمدہ ها و سرداران کہ در مجلس آن حضرت ﷺ ننشستہ بودند حیا نفرمودند و لنعم ما قبل: بیت

تواضع ز گردن فرازاں نکوست گدا گر تواضع کند خوئے اوست[xxiii]

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7633, P(ISSN) 2709-7641
Vol:3, ISSUE:1 (2024) PAGE NO: 76-84
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Abdus Samad, Irfanullah Khan, & Mudassar Hussain. (2024). Students' Practices and Perceptions Regarding Discipline Selection Based on Personal Interest and its Impact on Academic Achievment in Higher Education. *Shnakhat*, 3(1), 44-63. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/229

اگر کسی ضعیف کو کسی بزرگ کی جانب سے کسی وجہ سے کوئی کوئی رنج پہنچے تو اس بزرگ کو چاہیے کہ فوراً اس کا تدارک کرے اور یہ اس بزرگ کے مرتبے کے منافی نہیں بلکہ اس مرتبے کی بلندی میں زیادتی کا سبب ہے اس لیے کہ آنحضرت ﷺ ان آیات کے نازل ہوتے ہی اس نابینے کے پیچھے خود جلدی جلدی تشریف لے گئے اور ان رئیسوں اور سرداروں کی کوئی پرواہ نہ فرمائی جو کہ آپ کی مجلس میں بیٹھے تھے اور کیا ہی اچھا کہا گیا ہے

''یعنی بلند مرتبے والے تواضع کریں تو بہت ہی اچھا کام ہے اگر گدا گر تواضع کرے تو یہ تو اس کی عادت ہے''

سولھواں فائدہ: اس فائدے میں روٹھنے والے کو منانے کے بارے میں ہے کہ

'' چون رنجیدہ را از خود راضی سازند باید کہ در مرتبہ او بیفزایند و زیادہ از معمول سابق اور اتعظیم و تکریم کنند تا مرھم جراحت او شود زیرا کہ آن حضرت ﷺ آن نابینا را باز آوردہ بر چادر خود نشانید و فرمودند'' انت فی عیال محمدٍمّا بقیت''

جب روٹھے کو منایا جائے تو اس کی عزت و مرتبہ پہلے سے زیادہ بڑھا دیا جائے تا کہ اس کا مرہم ہو سکے اس لئے کہ جب نبی کریم ﷺ ان نابینا صحابی کو راستے سے واپس لائے تو اپنی چادر بچھائی اس پر بٹھایا اور فرمایا یعنی جب تک تو زندہ ہے، میرے کنبے کے حکم میں ہے، تیرے اخراجات میں برداشت کروں گا۔

ستارھواں فائدہ : شاہ عبدالعزیزؒ کے قول کے مطابق کہ نبی کریم ﷺ نے کوئی وحی پوشیدہ نہیں رکھی

''از باقی ماندن این آیات در قرآن مجید معلوم شد کہ آن حضرت ﷺ در رسانیدن وحی الھی بہ غایت امانت دار بودند والا این عتاب و شکایت را کہ خیلی بر ذات ایشان گران بود و موجب کسر قدر ایشان در اذھان عوام، نمی رسانیدن چنانچہ از حضرت ام المومنین عائشہؓ مروی است کہ: کہ در مانند این مقام فرمودہ اند کہ اگر آن حضرت ﷺ چیزی از وحی می پوشیدند قصہ حضرت زینب را می پوشیدند کہ موجب کمال حیا بود[xxiv]''

قرآن مجید میں ان آیات کے باقی رہنے کا پتہ چلا کہ وحی الٰہی پہنچانے میں حضور ﷺ انتہائی امانت دار تھے ورنہ یہ عتاب و شکایت جو کہ آپ کی ذات پاک پر بہت گراں، لوگوں تک نہ پہنچاتے جس طرح کہ حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا[xxv] سے مروی ہے کہ آپ نے ایسے مقام کے بارے میں فرمایا ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ وحی میں سے کچھ چھپاتے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا[xxvi] کا واقعہ چھپاتے [xxvii] کہ کمال حیا موجب تھا۔

آٹھارواں فائدہ : یہاں ایک فائدہ یہ بھی معلوم ہوا کہ طالب علم اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہونا چاہئے چنانچہ کہتے ہیں کہ '' طالب علم را باید کہ خدا ترس باشد زیرز کہ حق سبحانہ تعالیٰ در حق آن طالب علم بہ طریق مدح فرمودہ است کہ '' وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى وَ هُوَ يَخْشٰى''

یہاں یہ ہے کہ طالب علم کو چاہیے کہ خدا کا خوف رکھنے والا ہو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس طالب علم سے متعلق بطورِ تعریف فرمایا ہے کہ '' وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى وَ هُوَ يَخْشٰى[xxviii]''

''اور جو محنت کر کے تمہارے پاس آیا ہے، اور وہ دل میں اللہ کا خوف رکھتا ہے[xxix]''

انیسواں فائدہ: یہاں شاہ صاحبؒ نے اللہ کے نافرمان رشتہ داروں سے صحبت نہ رکھنے کے بارے میں فرمایا ہے

''در این مجلس عمّ آن حضرت ﷺ عباس بن عبد المطلب و دیگر اقارب قریبہ آن جناب کہ ابو جھل و غیرہ باشند حاضر بودند و از اختلاط در صحت ایشان با وصف قرب قرابت، آن حضرت ﷺ را عتاب فرمودند، معلوم شد چون اقارب چون اقارب شخص از خدائی تعالیٰ رو گردان شوند بہ ایشان اختلاط و صحبت نباید کرد و بہ اجانب کہ طالب حق باشند صحبت باید داشت و اختلاط باید کرد کہ دشمنان دوست را دوست داشتن خطا است و از دوستان دوست رو گردانیدن محل عتاب و لھذا در قرآن مجید جای دیگر فرمودہ اند ''[xxx]لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ''

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7633, P(ISSN) 2709-7641
Vol:3, ISSUE:1 (2024) PAGE NO: 76-84
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index
Cite us here: Abdus Samad, Irfanullah Khan, & Mudassar Hussain. (2024). Students' Practices and Perceptions Regarding Discipline Selection Based on Personal Interest and its Impact on Academic Achievement in Higher Education. *Shnakhat*, 3(1), 44-63. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/229

اس مجلس میں حضور ﷺ کے چچاعباس بن عبدالمطلب اور دوسرے رشتے دار حاضر تھے،ان کے ساتھ مل بیٹھنے پر عتاب ہوا۔ معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کے رشتے دار خدا تعالیٰ سے روگردانی کریں توان کے ساتھ نشست وبرخاست نہیں ہونی چاہیے اور جو اجنبی طالب حق ہو،اس کے ساتھ مل بیٹھنا اور مصاحبت کرنا چاہیے کہ دوست کے دشمنوں کو دوست بنانا صحیح نہیں اور دوست کے دوستوں سے روگردانی محل عتاب ہے اسی لیے قرآن مجید میں دوسرے مقام پر فرمایا گیاہے کہ " لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه وَ لَوْ كَانُوْا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ[xxxi]"

"جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں،ان کو تم ایسا نہیں پاؤگے کہ وہ ان سے دوستی رکھتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے،چاہے وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے۔[xxxii] "

اور یہاں سے معلوم ہوا کہ تعلیم وارشاد کے دوران بھی ذی استعداد اور شوق والوں کو رشتے داروں پر مقدم رکھا جائے۔

بیسواں فائدہ : اس فائدے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو عتاب کا سبب بنے اس کے ساتھ نفرت وبغض کا برتاؤ نہ رکھے چنانچہ اس آخری فائدے میں آیا ہے کہ

"شخصی راکہ بہ سبب او از جانب الٰہی یا حضور پیغمبر یا مرشد یا استاد، این کس راعتاب شود؛ مبغوض نباید داشت بلکہ دوستی او را در دل زیادہ جا باید داد کہ بہ سبب او غرضی عمدہ کہ ادب است، حاصل شد چنانچہ بعد از ورود این عتاب بہ آن حضرت ﷺ آن نابینا را دوست می داشتند و تعظیم می فرمودند و مرحبا می گفتند و از حاجات او تفقد می کردند۔ واللہ الموفق والمعین وبہ نستعین[xxxiii] "

اگر ایک آدمی پر کسی دوسرے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یا پیغمبر ﷺ کی طرف سے یا استاد ومرشد کی جانب سے کوئی عتاب وناراضگی واقع ہو تو جس پر عتاب ہوا وہ اس دوسرے آدمی سے جس کی وجہ سے عتاب ہوا نفرت وبغض نہ رکھے بلکہ اس سے زیادہ دوستی رکھے کہ وہ اس کے لیے ایک بہت بڑے فائدے کا ذریعہ بنا،اس کی وجہ سے اس کو ادب سکھلایا گیا، چنانچہ اس عتاب کے نزول کے بعد نبی کریم ﷺ کی شفقتیں اور عنایات اُن نابینا صحابی پر بڑھ گئی تھیں، نہایت عزت کرتے، دیکھتے ہی مرحبا کہتے ،قریب بٹھاتے اور ان کی حاجتیں پوری فرمایا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے اور ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں۔

حواشی وحوالاجات

---

[1] کیروانی، قاسمی، وحید الزمان، القاموس الوحید۔ ادارہ اسلامیات، کراچی، الطبعة، ۱۴۲۲ھ/جون ۲۰۰۱ء، ص ۱۰۴۰۔

[ii] طبری، محمد بن جریر (المتوفی: 310ھ)، جامع البیان فی تاویل القرآن المعروف تفسیر طبری۔ دار ھجر، ۱۴۲۲-۲۰۰۱، ج ۲۴، ص ۱۰۲۔

[iii] ثعلبی، ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم (المتوفی: ۴۲۷ھ) تفسیر الکشف والبیان المعروف تفسیر ثعلبی۔ دار التفسیر، جدہ، سعودی عرب، ۱۴۳۶ھ/۲۰۱۵ء، ج ۲۸، ص ۴۱۳۔

[iv] تفسیر طبری، ج ۲۴، ص ۱۰۲۔

[v] دہلوی، شاہ عبدالعزیز، تفسیر فتح العزیز المعروف تفسیر عزیزی (پارہ عمّ)۔ مکتبہ حقانیہ، کوئٹہ، ج ۴، ص ۴۳۔

[vi] ۔عتبہ بن ربیعہ: آپ ابوالولید عتبہ بن ربیعہ بن عبدالشمس ہے۔ قریش کے سرداروں میں سے تھا۔ خطیب، صاحب الرائے، بردبار اور نافذ القول تھے۔ آپ ہی کی وجہ سے حرب فجار میں کنانہ اور ہوازن کے درمیان صلح ہوئی۔ اسلام کا زمانہ پایا لیکن اسلام قبول نہیں کیا۔ جنگ بدر میں 2ھ/624 کو مارے گیا۔ (الزرکلی، الاعلام، ج 9، ص 43؛ الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج 1، ص 143)

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7633, P(ISSN) 2709-7641
Vol:3, ISSUE:1 (2024) PAGE NO: 76-84
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Abdus Samad, Irfanullah Khan, & Mudassar Hussain. (2024). Students' Practices and Perceptions Regarding Discipline Selection Based on Personal Interest and its Impact on Academic Achievment in Higher Education. *Shnakhat*, 3(1), 44-63. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/229

[vii] یہ ربیعہ بن عبدالشمس ہے۔ مشرکین کے سرداروں میں سے تھے۔ان کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ غزوہ بدر میں مارے گئے تھے۔(ابوالولید محمد بن عبداللہ بن احمد الازرقی، اخبار مکہ وماجاء فیھا من الاثار،دارالاندلس،بیروت،1403ھ/1983ء،ج2،ص247)

[viii] ابوجہل بن ہشام: ابوجہل عمروبن ہشام بن المغیرہ المخزومی قریش کے اشراف اور اسلام کے بدترین دشمنوں میں سے تھا۔آخر تک اپنے عناد، دشمنی اور مسلمانوں کو ایذا رسانی پر کاربندرہے۔2ہجری کو بدر کے معرکہ میں دو کم سن بچوں معوذ اور معاذ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔(الزرکلی،الاعلام،ج5،ص87)

[ix] آپ عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف الہاشمی قریشی ہے۔آپ ﷺ کے چچا تھے زمانہ جاہلیت میں وہ قریش کے ایک سربرآوردہ رئیس تھے ساقی حرمین تھے حضرت عباس کو آپ ﷺ نے مکہ میں مقیم رہنے کا حکم دیا تھا۔فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے آپؓ کو ہجرت کی اجازت مل گئی تو وہ مع اہل وعیال رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علانیہ بیعت کر کے مستقل طور سے مدینہ میں سکونت پذیر ہوئے حضرت عباسؓ ۸۸ برس عمر پا کر ۳۲ ھجری کو وفات ہوئے۔(اسدالغابہ،ج۳،ص ۱۶۳۔ سیر الصحابہ ،دارالاشاعت،کراچی،ج ۲،ص،۷ ،۱۴، ۲۰۰۴ء۔)

[x] آپ عمرو بن زائدۃ ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابن قیس بن زائدہ ہے ابن ام مکتوم سے آپ مشہور تھے،آپ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن تھے اور آنکھوں سے نابینا تھے۔آپ کے باپ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زائدہ بن الاصم ہے اور بعض دوسرے کہتے ہیں عبداللہ بن قیس بن مالک بن الاصم ہے آپ مکہ میں قدیم الاسلام صحابی تھے اور مصعب بن عمیر کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی،ابوداود،نسائی،ابن ماجہ نے آپ سے روایتیں کی ہے۔عمرؓ کے خلافت کے آخری آیام میں وفات پاگئے تھے۔(الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ،ج4،ص،20،10۔ تھذیب الکمال فی أسماء الرجال،ج34،ص487۔ابن الاثیر،اسد الغابۃ فی تمیز الصحابۃ،ج6،ص250۔)

[xi] صھیب، عبد الجبار، الجامع الصحیح للسنن والمسانید۔باب عبد اللہ بن ام مکتومؓ،ج١٦،ص٢٠١٤،١١٠ء۔ مسند ابی یعلیٰ ۔رقم الحدیث(۳۱۲۳)،ج۵،ص ۴۳۱۔ تفسیر کشاف،ج۴،ص،۱۰۲،۱۰۱۔قرطبیؒ،الجامع الاحکام القرآن،ج۱۹،ص۲۱۱۔ طبری،ج۲۴ص ۲۲۲،۲۱۸۔

[xii] دہلوی،شاہ عبدالعزیز، تفسیر فتح العزیز المعروف تفسیر عزیزی۔(پارہ عمّ،سورۂ عبس)مکتبہ حقانیہ،کوئٹہ،ج۴،ص ۵۳۔

[xiii] ایضاً

[xiv] تفسیر فتح العزیز،ج،4،ص۵۴۔

[xv] ایضاً

[xvi] ایضاً

[xvii] ایضاً

[xviii] العراقي، تخریج أحادیث الإحیاء،(٢٦٢٦)مرکز نور الإسلام لأبحاث القرآن والسنۃ،الإسکندریۃ،ج٦،ص٢٧٥۔
وقال العراقي في تخريج أحاديثه لم أجد له أصلا لكنه بمعنى قول عمر من سلك مسالك الظن اتهم ورواه الخرائطي في مكارم الأخلاق مرفوعا بلفظ من أقام نفسه مقام التهم فلا يلومن من أساء الظن به) العجلوني،إسماعيل بن محمد الجراحی، کشف الخفاء ومزیل الالباس،دار إحیاء التراث العربي،ج۱،ص۴۴۔(

[xix] تفسیر فتح العزیز،ج،4،ص۵۴۔

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7633, P(ISSN) 2709-7641
Vol:3, ISSUE:1 (2024) PAGE NO: 76-84
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Abdus Samad, Irfanullah Khan, & Mudassar Hussain. (2024). Students' Practices and Perceptions Regarding Discipline Selection Based on Personal Interest and its Impact on Academic Achievment in Higher Education. *Shnakhat*, 3(1), 44-63. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/229

[xx] أخرجه الدیلمی، شرویہ بن شہردار بن شرویہ بن فناخسروابو شجاع،(المتوفی: ۵۰۹ھ) الفردوس بماثور الخطاب۔ رقم الحدیث(۲۳۹۴) دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1406ھ ۔1986ء، ج۲، ص۶۹۔ والحدیث فی الصغیر رقم(۳۲۸۰) مناوی کہتے ہیں ورواہ الدیلمی من طریق الطیالسی پھر کہتے ہیں وفیہ علی بن زید ابن جدعان اوردہ الذھبی فی الضعفاء اور کہتے ہے کہ احمد ویحیی لیس بشئ وابوزرعۃ غیر قوی۔

[xxi] تفسیر فتح العزیز، ج،4، ص۵۴۔

[xxii] ایضاً

[xxiii] تفسیر فتح العزیز، ج،4، ص۵۵۔

[xxiv] ایضاً

[xxv] آپ کا پورا نام حضرت عائشہؓ بنت ابو بکرؓ ہے، آپ ام المومنین ہیں۔ 9ق ھ/613ء کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئی۔ عالمہ اور فاضلہ تھی۔ علم وادب اور علوم دینیہ میں اپنی مثال آپ تھی۔ دو ہجری کو رسول اللہ ﷺ سے شادی ہوگئی۔ اکابر صحابہ آپ سے فرائض (میراث) کے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ 58ھ/678ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ سے 2210 احادیث نقل کی گئی ہیں۔ (ابن تیمیہ، ابوالعباس، احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام، دمشقی، حنبلی، تقی الدین تیمیہ، منہاج السنۃ النبویہ فی نقص کلام الشعیہ والقدریۃ، المکتبہ السلفیہ، لاہور، 1396ھ/1976ء، ج2، ص192۔198، رقم: 182؛ الزرکلی، الاعلام ج3، ص240)

[xxvi] آپ کا پورا نام زینب بنت جحشؓ بن ریاب، اسدیہ، ام المومنین ہے۔ آپ رسول ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ ان کا نام برۃ تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے عقد کے بعد ان کا نام زینب رکھا گیا۔ 20ھ/641ء کو وفات پائی۔ (الزرکلی، الاعلام، ج3، ص66۔ تفسیر قرطبی، سورہ الاسراء: 20؛ السیوطی، الدر المنثور، سورہ الاسراء: 20)

[xxvii] صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب سورۃ ہود میں اللہ کا فرمان" اور اس کا عرش پانی پر تھا" " اور وہ عرش عظیم کا رب ہے" رقم الحدیث(۷۴۲۰) ج۲، ص۲۰۸۰۔ حدیث صحیح، رجالہ ثقات رجال الصحیح، (مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحدیث(۲۶۲۹۵) تحقیق: شعیب الأرنؤوط ، إشراف: د عبداللہ بن عبدالمحسن الترکي، مؤسسة الرسالة، 1421ھ- 2001ء، ج۴۳، ص۳۲۴۔)

[xxviii] عبس: ۸، 9۔

[xxix] عثمانی، شیخ الاسلام، مفتی محمد تقی، توضیح القرآن، آسان ترجمہ قرآن، سورۂ عبس آیت ۸، ۹، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، س ن۔

[xxx] تفسیر فتح العزیز، ج،4، ص۵۵۔

[xxxi] المجادلۃ: ۲۲۔

[xxxii] عثمانی، شیخ الاسلام، مفتی محمد تقی، توضیح القرآن، آسان ترجمہ قرآن، سورۂ المجادلہ آیت ۲۲، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، س ن۔

[xxxiii] تفسیر فتح العزیز، ج،4، ص۵۶۔